خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ قوی و عزیز ہے وہ اپنے انبیاء کی نصرت کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور کوئی اسے اپنی مراد کے حصول سے روک نہیں سکتا۔

سنت اللہ یہی ہے کہ رسول آخر کار غالب ہو ہی جاتے ہیں۔

اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضاو قدر کے حکم کا تابع ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں۔

مجلس مشاورت کے تعلق میں قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اہم نصائح۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۹ رمارچ ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۹ رامان ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز سے متعلق خطبات کا جو سلسلہ جاری ہے وہ آج بھی رہے گا اور غالباً اگلے جمعہ تک بھی جاری رہے گا۔ لیکن اس خطبہ میں درمیان میں ایک مجلس شوریٰ کی بات آپڑی ہے۔ مجلس مشاورت ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے اور باقی بہت سے ممالک میں کثرت سے یہ دن مشاورت کے ہیں، مشاورتیں منعقد ہو رہی ہیں۔ ان سب کے لئے ایک ہی خطبہ ہوگا یعنی جو خطبہ میں ربوہ والوں کے لئے دے رہا ہوں وہی خطبہ باقی دوسرے افریقہ وغیرہ کے ممالک پر بھی چسپاں ہوگا۔

پہلی آیت کریمہ ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا. وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا. وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ (سورة الفتح: ۱۹۔۲۰)

یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے دلوں میں تھا۔ پس اس نے ان پر سکینت اتاری اور انہیں ایک فتحِ قریب عطا کی۔ اور بہت سے اموالِ غنیمت بخشے جو وہ حاصل کر رہے تھے۔ اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے مقام سے جب نبی کریم ﷺ کے صحابہ حزن اور غم کی کیفیات سے دوچار، اپنے گھروں سے دُور اپنی قربانیاں حدیبیہ کے مقام پر ذبح کرنے کے بعد واپس لوٹ رہے تھے تو اُس وقت نبی کریم ﷺ پر ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ سے لے کر ﴿صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا﴾ تک کی دو آیات نازل ہوئیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: مجھ پر ایسی دو آیات نازل ہوئی ہیں جو مجھے دنیا و مافیہا سے بھی زیادہ پیاری ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب آپؐ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں تو ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تو بتا دیا ہے کہ وہ آپؐ کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا مگر وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک فرمائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کی یہ آیت نازل فرمائی ﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ (تاکہ وہ داخل کرے مومنوں کو اور مومنات کو ایسی جنات میں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں)۔

(مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند المکثرین)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"صحابہؓ بہت سعید تھے۔ وہ خدا کے وعدوں پر ایمان لائے تو مندرجہ ذیل انعامات سے سرفراز ہوئے۔ ایمان بالغیب کے انعامات۔

(۱)...... اللہ تعالیٰ راضی ہوا ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ مومنین کہلائے۔

شیعہ اس مقام پر غور کریں جو صحابہؓ کو منافق قرار دیتے ہیں۔ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ سے ظاہر ہے کہ ان کے دلوں میں بھی خلوص ہی بھرا ہوا تھا"۔ یعنی اللہ کو تو معلوم تھا کہ ان کے دلوں میں کیا ہے اس لئے وہ منافق بہرحال نہیں تھے۔

(۲)...... "خیبر کی فتح ﴿وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾"۔ خیبر کی فتح بھی ان کو عطا فرمائی اور فرمایا کہ اس کے بعد اور بھی قریب کی فتحیں مقدر ہیں۔

(۳)...... "بہت سی غنیمتیں ملیں ﴿مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا﴾۔

(۴)...... سکینہ کا نزول ﴿فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ﴾۔ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ سے ﴿اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ﴾ کے معنی حل ہوتے ہیں"۔ اب یہ بہت ہی لطیف نکتہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے بیان فرمایا ہے۔ یہ جو آتا ہے کہ تابوت ان کے ساتھ تھا۔ فرمایا تابوت سے مراد دل ہے ﴿تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ وہ دل جن کو فرشتہ صفت لوگ سینے میں اٹھائے پھرتے ہیں۔ پس یہ عظیم نکتہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے حل فرما دیا۔

(تشحیذ الاذہان۔ جلد ۷ نمبر ۴۔ صفحہ ۱۸۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"وہی شرائط جو اس وقت نقصان دہ اور موجب ہتک معلوم ہوتی تھیں، اس عظیم الشان فتح کا موجب ہو گئیں۔ جو مسلمان مرتد ہوتا وہ تو نبی کریم ﷺ اور ان کی جماعت کے کام کا نہ تھا۔ اس کے جانے سے انہیں کیا نقصان۔ اور جو مشرکین میں سے مسلمان ہوتا وہ مکہ میں رہتا تو دوسروں کی ہدایت کا موجب بنتا۔ پھر یہ فائدہ ہوا کہ ابو بصیرؓ مسلمان ہو کر مدینہ بھاگ آیا۔ دو آدمی مکہ سے اس کو پکڑنے کے لئے روانہ ہوئے جب حضور رسالتِ مآب میں پہنچے تو آپؐ نے حکم دیا کہ ابو بصیر واپس چلا جائے۔ اس نے بہتیرے عذر کئے۔ مگر آپؐ نے فرمایا: ہم معاہدہ کے خلاف نہیں کریں گے۔ راستہ میں اس نے اپنے محافظ مشرکوں میں سے ایک کی تلوار لے کر ایک کو مار دیا۔ دوسرا پھر فریاد کرتا ہوا آیا۔ ابو بصیر بھی پہنچ گیا۔ آپؐ نے اُسے کہا۔ تُو لڑائی کرانا چاہتا ہے میں تجھے واپس بھجوا دوں گا۔ یہ سن کر وہ وہاں سے بھاگ گیا اور ایک جگہ پر ڈیرہ بنا لیا۔ اب جو مسلمان ہوتا مکہ سے بھاگ کر ان کے پاس آجاتا اور رفتہ رفتہ ان کی ایک جماعت بن گئی۔ چونکہ وہ مکہ والوں کے نکالے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے اخراجاتِ خوراک وغیرہ کے لئے مکہ ہی کے قافلوں سے اپنا حصہ لینا شروع کیا۔ اس طرح پر یہ شرط ان مشرکین کے لئے موجب ضرر ہوئی۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے کہ آپؐ اپنے آدمیوں کو بلوا لیجئے۔ ہم اس شرط کو توڑتے ہیں۔

دوم:۔ان فہرستوں کے لکھوانے کا فائدہ یہ ہوا کہ خزاعہ پر جو نبی کریم ﷺ کی حمایت میں تھے بنو بکر وائل نے حملہ کیا اور مشرکین نے ان کا خفیہ خفیہ ساتھ دیا۔ خزاعہ میں سے دو آدمی نبی کریم ﷺ کے حضور فریاد لے کر حاضر ہوئے۔ ادھر مکہ والوں نے بھی اپنا ایک سردار بھیج دیا کہ معاہدہ نئے سرے سے ہو کیونکہ میں اس وقت موجود نہ تھا۔ اس طرح پر وہ معاہدہ آپ ہی انہوں نے اپنے عمل اور اپنے قول سے توڑ دیا۔ اور نبی کریم ﷺ نے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی اور اس طرح پر خدا کا کلام اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا پورا ہوا اور اسی فتح کے ذریعے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی ہر قسم کے عیبوں اور ان الزاموں سے پاک ہے جو آپ کی ذات سے منسوب کئے جاتے تھے۔"

(تشحیذ الاذہان۔ جلد ۷ نمبر ۴ صفحہ ۱۸۱-۱۸۲)

سورۃ الحدید کی آیت ہے: ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (سورۃ الحدید:۲)۔ اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"کیا بادل، کیا ہوا، کیا آگ، کیا زمین، سب خدا کی اطاعت اور تقدیس میں محو ہیں۔ اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضاو قدر کے حکم کا تابع ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں۔ کسی نہ کسی آسمانی حکومت کا جُوا ہر ایک کی گردن پر ہے۔ ہاں البتہ انسانی دلوں کی صلاح اور فساد کے لحاظ سے غفلت اور ذکر الٰہی نوبت بہ نوبت زمین پر اپنا غلبہ کرتے ہیں مگر بغیر خدا کی حکمت اور مصلحت کے یہ مدو جزر خود بخود نہیں۔ خدا نے چاہا کہ زمین میں ایسا ہو، سو ہو گیا۔" (کشتی نوح۔ صفحہ ۲۹-۳۰)

سورۃ المجادلہ کی دو آیات ہیں ۲۱۔۲۲: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ. كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ. اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾۔

(سورۃ المجادلہ:۲۱-۲۲)

یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی انتہائی ذلیل لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری کتاب المغازی میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے۔ اس نے اپنے حزب کو غالب کیا اور اپنے بندہ کی نصرت کی اور اس اکیلے نے احزاب کو مغلوب کر دیا۔ اس کے بعد کوئی شے نہیں۔

امام فخرالدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر کے تحت تحریر کرتے ہیں:

"مفصل طور پر تمام رسولوں کا غلبہ حجت اور دلائل سے متعلق ہے سوائے اس کے کہ ان میں سے بعض نے دلائل کے غلبہ کے ساتھ تلوار کا غلبہ بھی شامل کر دیا ہے۔ لیکن بعض انبیاء کے ساتھ یہ صورت حال نہیں"۔ یعنی تلوار کا غلبہ ان کو حاصل نہیں ہوا لیکن دلائل کا غلبہ ہوا۔

"اس کے بعد فرمایا "قَوِيٌّ" کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی نصرت کرنے کی قوت رکھتا ہے اور وہ "عزیز" یعنی غالب ہے اور کوئی اسے اپنی مراد کے حصول سے روک نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کے سوا سب ممکن الوجود ہیں اور اللہ واجب الوجود ہے جو ممکن الوجود پر غالب ہوتا ہے"۔ (تفسیر کبیر رازی)

ممکن الوجود اور واجب الوجود کے دو محاورے ہیں۔ ممکن الوجود وہ ہے جس کا وجود ہونا ممکن ہے۔ اور واجب الوجود جن کے وجود کے سہارے باقی وجود لٹکے ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے اور دوسرے سب جو موجود ہیں وہ سب ممکن الوجود ہیں۔

علامہ ابوالفضل شہاب الدین آلوسیؒ تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

"﴿لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ یعنی حجت اور تلوار یا اس کے متبادل کے ساتھ یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ غالب آئیں گے۔ رسولوں کے غلبہ میں یہ بات کافی ہے کہ حجت کے علاوہ ان رسولوں کے زمانہ میں حقانیت ثابت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے دشمنوں کو مختلف قسم کے عذابوں سے ہلاک فرمادیا۔ جیسے قوم نوح، قوم صالح اور قوم لوط وغیرہ اور ہمارے نبی ﷺ کے مخالفین کو جنگوں کے ذریعہ ہلاک کیا۔ اگرچہ ان جنگوں کے نتائج بعض دفعہ (ڈول کی طرح) ناموافق بھی رہے لیکن انجام کار آنحضرت ﷺ کو ہی غلبہ حاصل ہوا۔

اسی طرح آپ کے بعد آپ کے متبعین کے ساتھ بھی یہی سلوک ہے۔ جب ان کا جہاد رسولوں کے جہاد کی طرح خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ ملک، سلطنت اور دنیوی اغراض کے لئے نہ ہو تو ایسے مجاہدین غالب اور منصور رہیں گے۔ تاہم بعض مفسرین نے صرف دلائل کا غلبہ ہی مراد لیا ہے۔ لیکن یہ ظاہر کے خلاف ہے۔ (تفسیر روح المعانی)

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی آیت ہذا کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ میں ﴿اَنَا﴾ تاکید کے لئے ہے۔ ﴿رُسُلِيْ﴾ یعنی میرے رسولوں میں سے بعض کو جنگوں کے ساتھ بھیجا گیا۔ پس وہ جنگوں میں غالب آئے اور ان میں سے بعض کو دلائل کے ساتھ بھیجا گیا۔ پس وہ دلائل کے ساتھ غالب آ گئے۔

مقاتل کہتے ہیں کہ مومنوں نے کہا "اللہ نے اگر ہم پر مکہ اور طائف اور خیبر اور ان کے علاوہ اردگرد کے علاقوں کو فتح کر دیا ہے تو ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فارس اور روم پر بھی غالب کر دے گا۔ اس پر عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا کہ کیا تم روم اور فارس کو ان بستیوں کی طرح سمجھتے ہو جن پر تم غالب آئے ہو۔ خدا کی قسم اہل فارس اور اہل روم تعداد میں بھی زیادہ ہیں اور ان کی گرفت بھی سخت ہے کہ تم ان کے بارے میں یہ سوچ سکو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ اور اسی طرح کی یہ ایک اور آیت یعنی ﴿لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾ نازل ہوئی"۔ (تفسیر الجامع لاحکام القرآن)

یعنی یہ دو آیات ہیں جن کے ذریعہ اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول بہر حال غالب ہونگے اور اس کے علاوہ ان کے جُند جو ان کے ساتھ ہیں وہ بھی ضرور غالب آئیں گے۔ فتح مکّہ کے ساتھ ہی فتح فارس کی خوشخبری بھی عطا کر دی گئی تھی۔

الحق دہلی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خدا مقرر کر چکا ہے کہ مَیں اور میرے رسول ہی غالب ہوتے رہیں گے۔ یہ آیت بھی ہر ایک زمانہ میں دائر اور عادت مستمرہ الٰہیہ کا بیان کر رہی ہے۔ یہ نہیں کہ آئندہ رسول پیدا ہوں گے اور خدا اُنہیں غالب کرے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی زمانہ ہو حال یا اِستقبال یا گزشتہ۔ سنّت اللہ یہی ہے کہ رسول آخر کار غالب ہی ہو جاتے ہیں۔"(الحق دہلی۔ صفحہ ۳۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ مَیں اُس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ جیسا قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت ﷺ تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے۔ ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔"(نزول المسیح۔ صفحہ ۲۔۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مَیں خدا سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مولوی اور ان کے سجادہ نشین اور ان کے مُلہَم اکٹھے ہو کر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا اُن سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں۔ پس ضرور ہے کہ بموجب آیتِ کریمہ ﴿کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ﴾ میری فتح ہو۔"(ضمیمہ انجام آتھم۔ صفحہ ۵۷۔۵۸)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات پیش کرتا ہوں:۔

"یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰہِ . قُلِ اللّٰہُ حَافِظُہٗ. عِنَایَۃُ اللّٰہِ حَافِظُکَ. نَحْنُ نَزَّلْنَاہُ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ. اَللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّ ھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ . وَیُخَوِّفُوْنَکَ مِنْ دُوْنِہٖ. اَئِمَّۃُ الْکُفْرِ. لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی. یَنْصُرُکَ اللّٰہُ فِیْ مَوَاطِنَ. اِنَّ یَوْمِیْ لَفَصْلٌ عَظِیْمٌ. کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ . لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِہٖ . بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ . نَصَرْتُکَ مِنْ لَّدُنِّیْ. اِنِّیْ مُنَجِّیْکَ مِنَ الْغَمِّ . وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا"۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد۱ صفحہ ۶۶۷۔۶۶۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴)

اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ ہے:

مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ تا خدا کے نور کو بجھا دیں۔ کہہ خدا اُس نُور کا آپ حافظ ہے۔ عنایت الٰہیہ تیری نگہبان ہے۔ ہم نے اتارا ہے۔ اور ہم ہی محافظ ہیں۔ خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ اور تجھ کو اَور اَور چیزوں سے ڈرائیں گے۔ یہی پیشوایان کفر ہیں۔ مَت خوف کر تجھی کو غلبہ ہے۔ یعنی حجت اور بُرہان اور قبولیت اور برکت کے رُو سے تُو ہی غالب ہے۔ خدا کئی میدانوں میں تیری مدد کرے گا۔ یعنی مناظرات و مجادلاتِ بحث میں تجھ کو غلبہ رہے گا۔

پھر فرمایا کہ میرا دن حق اور باطل میں فرق بیّن کرے گا۔ خدا لکھ چکا ہے کہ غلبہ مجھ کو اور میرے رسولوں کو ہے۔ کوئی نہیں کہ جو خدا کی باتوں کو ٹال دے۔ یہ خدا کے کام دین کی سچائی کے لئے حجت ہیں۔ مَیں اپنی طرف سے تجھے مدد دوں گا۔ مَیں خود تیرا غم دور کروں گا اور تیرا خدا قادر ہے۔(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد۱ صفحہ ۶۶۷۔۶۶۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴)۔(تذکرہ صفحہ۱۰۷۔۱۰۸۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

اب الہام ہے ۱۴/اگست ۱۹۰۳ء کا:"کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ۔ جِئْتَ فَصْلَ الْفَتْحِ"۔(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۵)

ترجمہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی طرف سے ہے:'اللہ نے لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ تُو فتح کے موقعہ پر آیا'۔(تذکرہ صفحہ ۴۸۰ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر الہام ہے ۲۰/اگست ۱۹۰۳ء "کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ"۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۸/اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۵۳)

ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ہے:

"خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب رہیں گے"۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۵۔۷۶۔ تذکرہ صفحہ ۴۸۲ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر الہام ہے:

"اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ . اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ. کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ. وَھُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ. اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُحْسِنُوْنَ . اُرِیْکَ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ . اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ . وَامْتَازُوْا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ. جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ . ھٰذَاالَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ . بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ . اَنْتَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ . کَفَیْنَاکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ.۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۷۵۔۷۶)

اس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو خود ترجمہ کیا ہے وہ یہ ہے:۔

"مَیں اس شخص کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے۔ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب رہیں گے اور وہ مغلوب ہونے کے بعد جلد غالب ہو جائیں گے۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو نیکوکار ہیں۔ قیامت کے مشابہ ایک زلزلہ آنے والا ہے جو تمہیں دکھاؤں گا۔ اور مَیں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے نگاہ رکھوں گا۔ اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔ یہ وہ بشارت ہے جو نبیوں کو ملی تھی۔ تُو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں ان کے لئے ہم کافی ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ، روحانی خزائن جلد ۲۲صفحہ ۷۵۔۷۶۔ تذکرہ صفحہ ۶۲۹۔۶۳۰ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر سورۃ الممتحنہ کی چھٹی آیت ہے۔ ﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَافِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَا. اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾.(سورۃ الممتحنہ :۶)

اے ہمارے ربّ! ہمیں ان لوگوں کیلئے ابتلا نہ بنا جنہوں نے کفر کیا اور اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے یقیناً تو کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

﴿ھُوَاللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی .یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. وَھُوَالْعَزِیْزُالْحَکِیْمُ﴾(سورۃ الحشر :۲۵)

وہی اللہ ہے جو پیدا کرنے والا۔ پیدائش کا آغاز کرنے والا اور مصوّر ہے۔ تمام خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ اُسی کی تسبیح کر رہا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ کامل غلبہ والا (اور)

صاحبِ حکمت ہے۔

علامہ فخر الدین رازیؒ سورۃ الحشر کی آیت ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى. يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (الحشر:۲۵) کی تفسیر کے تحت ﴿اَلْعَزِيْزُ﴾ کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ ﴿اَلْعَزِيْزُ﴾ سے مراد یا تو وہ ذات ہے جو بے نظیر ہو یا وہ ذات ہے جو غالب اور قاہر ہو۔ (رازی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"اسی کے ایسے نام ہیں کہ تمام خوبیوں پر شامل ہوں۔ اسی کی تسبیحیں کرتی اور اسی کی پاک اور کامل ترین ہستی کو تمام وہ چیزیں جو آسمان وزمین میں ہیں ثابت کرتی ہیں۔ وہ غالب جس کے تمام کام حکمتوں پر مبنی ہیں۔" (تصدیق براہین احمدیہ۔ صفحہ ۲۵۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کو پیدا کرنے والا اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا۔ رحم میں تصویر کھینچنے والا ہے، تمام نیک نام جہاں تک خیال آسکیں، سب اُسی کے نام ہیں اور پھر فرمایا ﴿يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ یعنی آسمان کے لوگ بھی اس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ صفحہ ۶۱)

اب چند الفاظ مجالس شوریٰ کے متعلق۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا اس وقت پاکستان میں مجلس شوریٰ ہو رہی ہے اور ناظر صاحب اعلیٰ نے مجھے توجہ دلائی ہے کہ اس موقع پر چند باتیں شوریٰ سے متعلق بیان کروں۔ اس سلسلہ میں سورۃ آل عمران کی آیت ۱۶۰ پیش کرتا ہوں۔ باقی مختلف ممالک میں بھی اس وقت مجالس شوریٰ ہو رہی ہیں ان سب کے لئے مضمون واحد ہے۔

سورۃ آل عمران: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ. وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ. فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ. فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾ (سورۃ آل عمران:۱۶۰)

پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تُو تُند خُو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کرلے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

پھر سورۃ الشوریٰ میں ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ. وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ. وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (سورۃ الشوریٰ:۳۹)

اور جو اپنے ربّ کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اُن کا امر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے اور اس میں سے جو ہم نے اُنہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے زیادہ اپنے اصحاب سے کسی کو مشورہ کرنے والا نہیں پایا۔

(سنن الترمذی ابواب فضائل الجهاد باب ما جاء فی المشورة)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ کے بعد اگر ہمیں کوئی ایسا امر درپیش ہوا جس کے بارہ میں وحی قرآن نازل نہیں ہوئی، یا ہمیں معلوم نہیں۔ اور نہ ہی ہم نے آپؐ سے کچھ سنا ہو تو ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: ایسے معاملہ کو حل کرنے کے لئے مومنوں میں سے علماء کو یا عبادت گزار لوگوں کو جمع کرنا۔ اور اس معاملہ کے بارہ میں ان سے مشورہ کرنا، اور ایسے معاملہ کے بارہ میں فردِ واحد کی رائے پر فیصلہ نہ کرنا (کہ اگر ان میں سے کوئی ایک رائے ایسی دے جو باقی آراء کے خلاف ہو تو اس رائے کو چھوڑ دینا اور جس پر زیادہ آراء اکٹھی ہو جائیں ان کو قبول کرنا)۔ (کنزالعمال۔ حدیث نمبر ۲۱۸۸، جلد ۲، صفحہ ۳۴۰)

یہ جو کثرت رائے کی ووٹنگ ہوتی ہے وہ اسی حدیث پر مبنی ہے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے یا اُسے امین ہونا چاہئے۔ (سنن ابن ماجه۔ کتاب الادب۔ باب اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے مشورہ طلب کرے تو اُسے چاہئے کہ اُسے مشورہ دے۔

(سنن ابن ماجه۔ کتاب الادب۔ باب اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)

اب یہ ضروری ہے کہ جب مشورہ مانگا جائے تو پھر مشورہ ضرور دینا چاہئے۔ اس میں اپنا اختیار نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احباب جماعت سے مشورہ طلب کرنے کے بارہ میں ایک اور روایت حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بعض امور جب پیش آئے تو آپ سال میں دو تین چار بار بھی اپنے خدام کو بلالیتے کہ مشورہ کرنا ہے۔ کسی جلسے کی تجویز ہوتی تو یاد فرمالیتے"۔ اور یہاں تک کہ "کوئی اشتہار شائع کرنا ہوتا تو (تب بھی) مشورہ طلب کر لیا کرتے تھے"۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء صفحہ ۱۴۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"افسوس ہے کہ بعض لوگ پہلے مشورہ نہیں لیتے۔ مشورہ ایک بڑی بابرکت چیز ہے۔ اس پر حضرت مولوی نور الدین صاحب نے فرمایا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ خود اپنے رسول کو حکم دیتا ہے کہ وہ مشورہ کیا کرے تو پھر دوسروں کے لئے یہ حکم کس قدر زیادہ تاکیدی ہو سکتا ہے۔ آجکل لوگوں کا حال یہ ہے کہ یا تو مشورہ پوچھتے نہیں یا پوچھتے ہیں تو پھر مانتے نہیں"۔

اب یہ ہمارا تجربہ ہے کہ بسا اوقات ایسا ہی ہوتا ہے۔ مشورہ اگر پوچھا جائے اس سے جو اُن کے نزدیک صاحبِ عدل ہے تو اس کا مشورہ پھر ضرور مان لینا چاہئے۔ یا مشورہ مانگو ہی نہ۔ جب مشورہ مانگ لیا تو پھر اس پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔

"حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر ایسی بات کی لوگ سزا بھی پاتے ہیں۔ ایسوں کے حالات سے زیادہ تر وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو عبرت حاصل کریں"۔

(بدر۔ جلد ۷، نمبر ۱۶۔ صفحہ ۱۲۔ بتاریخ ۲۳/اپریل ۱۹۰۸ء)

❀❀❀❀...........❀❀❀❀